ایک شیعہ کے تیس ۳۰ سوال اور ان کے جوابات

ابومعاویہ مفتی منظور احمد تونسوی
(رئیس الافتاء، جامعہ قاسم العلوم ملتان)

آپ کے سوالات نمبر ۱ تا نمبر ۴ کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل بیتؓ سفینہ نوح کی طرح ہیں لہذا نجات کا مدار اتباع اہل بیتؓ پر ہے۔ اہل بیت رسول ﷺ کی مخالفت موجب ہلاکت ہے۔ چنانچہ شیعہ اہل بیت کے تابعدار ہونیکی وجہ سے ناجی اور سنی ناری ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارا ایمان ہے کہ اہل بیت رسول ﷺ کا طریق۔ نجات کا راستہ ہے۔ حضرات اہل بیتؓ کی مخالفت یقیناً جہنم کیطرف لیجانے والی ہے۔ اور مخالفین اہل بیتؓ و تارکین اہلبیتؓ ناری ہیں۔ مگر آپکو یہ مغالطہ اور غلط فہمی ہے کہ اہل بیت سے مراد حضرات اشخاص اربعہ یعنی سیدنا علیؓ سیدہ فاطمہؓ۔ سیدنا حسنؓ اور سیدنا حسینؓ ہی ہیں یہ ایک بے اصل بات ہے۔ بلکہ یہ حضرات بھی اہل بیت ہیں۔ چنانچہ آیت تطہیر شاہد ہے کہ ازواج مطہرات نے جب دیکھا کہ تنگ دستی اور عسرت کا زمانہ گزرگیا اور اللہ تعالیٰ نے فتوحات کا دروازہ مسلمانوں پر کھول دیا ہے مال غنیمت وافر مقدار میں آرہا ہے۔ مسلمانوں میں تقسیم ہورہا ہے۔ مسلمان آسودہ حال ہورہے ہیں مگر ہم لوگ اب بھی تنگ دستی کی حالت میں ہیں۔ وہی کئی کئی دن کے فاقے اور فاقوں کے بعد وہی جو کی روٹی! توانہوں نے بہ نیت عرض حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی حالت بیان کی۔ اور اپنے نان و نفقہ میں زیادتی کی درخواست کی۔ خاتم الانبیاء والمعصومین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس ازواجؓ کا دنیا کیطرف اتنا التفات بھی حق سبحانہ و تعالیٰ کو خوش نہ آیا تو سورۃ الاحزاب کی سات آیتیں

یایہا النبی قل لازواجک سے ان اللہ کان لطیفا خبیرا۔ (پ ۲۲)

تک گویا پورا ایک رکوع نازل ہوا ان آیات میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ اپنی بیبیوں سے پوچھو کہ وہ دنیا چاہتی ہیں یا اللہ و رسول ﷺ کی اور آخرت کی طلب گار ہیں؟ اگر وہ دنیا کی طرف رخ کریں تو انہیں طلاق دے دو۔ اور کچھ مال دے کر رخصت کردو۔ اور اگر اللہ و رسول ﷺ کی طالب ہوں۔ تو ان سے کہدو کہ دنیاوی عیش و عشرت سے ہاتھ دھولیں۔

ہاں آخرت میں انکے لئے بڑے انعامات ہیں۔ ان آیتوں کے نازل ہوتے ہی حضور رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مقدس ازواجؓ کے پاس تشریف لے گئے اور ابتداء حضرت ام المومنین سیدہ طاہرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کی۔ فرمایا کہ اے عائشہؓ میں تم سے ایک بات کہتا ہوں۔ اسکے جواب میں جلدی نہ کرنا۔ بلکہ اپنے والد سے مشورہ کر کے جواب دینا۔ اسکے بعد یہ آیتیں آپ ﷺ نے انہیں سنادیں۔ حضرت صدیقہؓ نے سنتے ہی بے تامل کہا اس میں مشورہ کی کیا بات ہے ہم تو آپ ہی کے طالب ہیں۔ دنیاوی تکالیف کی شکایت اگر ناگوار خاطر ہے تو اب کبھی کچھ نہ کہیں گے۔ حضرت عائشہؓ کے بعد آپ نے اور سب سے یہی گفتگو کی۔ سب نے یک زبان ہو کر ایسا ہی جواب دیا۔

ازواج مطہراتؓ کا یہ جواب باصواب سن کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے۔ حضور ﷺ کی خوشنودی کا صلہ بارگاہ رب العزت سے یہ ملا کہ ان مقدس ازواج کو طلاق دینے کی قطعی ممانعت نازل ہو گئی۔ اور ہمیشہ کیلئے سردار دو عالم ﷺ کی زوجیت میں رہنے کی بشارت سے انکے قلوب مطمئن کر دیئے گئے۔

لایحل لک النساء من بعد ولا ان تبدل بهن من ازواج ولواعجبک حسنهن الا مامللکت یمینک الایہ۔ پ ۲۲ ۔ (سورہ الاحزاب رکوع۶)

ترجمہ۔ اس کے بعد آپ کے لئے عورتیں حلال نہیں اور نہ یہ کہ آپ ان سے اور عورتیں تبدیل کریں اگرچہ آپ کو ان کا حسن پسند آئے مگر جو آپ کی مملوکہ ہوں۔" اس وقت تو ۹ خوش بخت خواتین آپکی زوجیت کا شرف رکھتی تھیں جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ ۱۔عائشہ صدیقہ ۔ ۲۔حفصہ ۔ ۳۔ام حبیبہ ۔ ۴۔ سودہ۔ ۵۔ام سلمہ۔ ۶۔صفیہ۔ ۷۔ میمونہ۔ ۸۔زینب۔ ۹۔جویریہ رضی اللہ عنھن۔ ان آیتوں میں پہلے توازواج مطہراتؓ کی آزمائش کی گئی۔

اسکے بعد انہیں یہ بتایا گیا کہ اگر وہ اپنی شان سے فروتر کسی نامناسب فعل کی مرتکب ہونگی توانہیں دو گنا عذاب ہوگا۔ اور نیک کام کریں گی توانہیں ثواب بھی دو گنا ملیگا۔ پھر انہیں یہ بشارت دی گئی کہ اگر وہ پرہیزگاری اختیار کرینگی تو آخرت میں انکے مرتبہ کو کوئی دوسری عورت نہ پہنچ سکے گی۔ درمیان میں ایک عظیم الشان خوشخبری دی گئی کہ اے اہل بیت رسول اللہ ﷺ اللہ یہی چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی دور کرے اور تمہیں خوب پاک کرے۔

انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهر کم تطهیرا۔ (الآیۃ سورہ احزاب پ ۲۲)

عادت یوں ہی ہے کہ ناصح مشفق جب اپنے کسی پیارے کو نصیحت کرتا ہے تو نصیحت کی تلخی کیساتھ کچھ شیرینی بھی ملادیتا ہے۔ تاکہ طبیعت متنفر نہ ہو اور اس نصیحت کا اثر دل و دماغ پر اچھا پڑے روزمرہ یہ بات مشاہدہ میں آتی رہتی ہے۔ یہی عادۃ کلام الہیٰ میں بھی جاری ہے پس اسی عادت کے موافق ازواج مطہراتؓ کو نصیحت کر کے حق تعالیٰ نے غایت محبت سے یہ فرمایا کہ ہمارا مقصود ان نصائح سے یہ ہے کہ تم سنور جاؤ۔ گناہوں سے پاک ہو جاؤ۔ ان نصائح پر عمل کرنے سے ہم تم کو گناہوں سے پاک کر دیں گے۔

پس ان آیات کے سلسلہ مضامین کو دیکھ کر ایک سمجھ دار بچہ بھی کہہ دیگا کہ اہل بیت سے مراد ازواج النبی ﷺ ہیں۔ کیونکہ آگے پیچھے برابر انہیں سے خطاب ہورہا ہے۔ درمیان میں پوری آیت بھی نہیں بلکہ آیت کے ایک ٹکڑے میں کسی دوسرے کا ذکر کیونکر آسکتا ہے۔"

بیشک اس آیت سے ازواج مطہراتؓ کی بہت بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ جہاں کی کوئی اور عورت خواہ کتنے ہی بڑے رتبے کی ہو۔ ازواجؓ نبی ﷺ کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتی۔

دوسرے ان آیات سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ ان لوگوں (ازواج مطہرات) کو گناہوں سے پاک کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ یعنی مراد خداوندی تطہیر ازواج النبی ﷺ ہے اور خدا کی مراد کا پورا نہ ہونا اہل اسلام کے اصول پر محال ہے۔

(۱) چنانچہ لفظ اہل بیت لغت عرب میں ازواج ہی کے لئے مستعمل ہوتا ہے اور اس لفظ کا ترجمہ ہر زبان میں

ازواج ہی کیلئے مستعمل ہے۔ اسکا فارسی ترجمہ اہل خانہ اور اردو ترجمہ گھر والے برابر اصلی معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ اور یہ بات ہر عقلمند و ذی شعور آدمی سمجھ سکتا ہے کہ اہل بیت ہر شخص کے وہ لوگ ہیں جو اسکے گھر میں رہتے ہیں اور ہر زمانے کی رسم و عادت یہی ہے کہ ہر شخص کی بیبیاں ہمیشہ اسکے گھر میں رہتی ہیں۔ بیبیوں کے علاوہ بیٹی بیٹوں کا ہمیشہ کیلئے کسی کے گھر میں رہنا خلاف عادت اور اتفاقی امر ہے۔ خاص کر سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کی حالت ظاہر ہے کہ آپ ﷺ کے گھروں میں سوا آپ ﷺ کے ازواج مطہراتؓ کے کوئی نہ تھا۔

خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہرا حضرت علیؓ مرتضیٰ کے گھر میں رہتی تھیں۔ شرعاً بھی ہر شخص پر فرض ہے کہ اپنی بی بی کو نان و نفقہ اور رہنے کا مکان دے۔ بیٹی بیٹوں کیلئے بلوغ اور خصوصاً نکاح کے بعد نان و نفقہ اور رہنے کا مکان شرعاً باپ کے ذمہ فرض نہیں ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جو شخص جس مکان پر ہمیشہ رہنے والا ہوتا ہے۔ وہی شخص اس مقام کا اہل کہلواتا ہے۔ نہ وہ شخص جو چند روز کیلئے بطور مہمان کے کسی مقام پر رہے۔ مثلاً اہل مصر اس شخص کو کہیں گے جو مصر میں ہمیشہ بود و باش رکھنے والا ہو۔ نہ اس کو جو چند روز کیلئے مصر میں جا کر رہ آیا ہو۔ پس اسی طرح اہل بیت اسکو کہیں گے جو ہمیشہ کیلئے اس بیت (گھر) میں رہنے والا ہو۔ اور ہمیشہ کیلئے کسی شخص کے بیت (گھر) میں رہنے والا سوا اسکی بیویوں کے رسماً و عادتاً و شرعاً کوئی نہیں ہے۔ لہذا بیویوں کے علاوہ اہل بیت کا حقیقی و اصلی مصداق کوئی اور نہیں ہو سکتا۔

(۲) مندرجہ بالا آیات خود بتا رہی ہیں کہ اہل بیت سے مراد ازواجؓ مطہرات ہی ہیں کیونکہ کئی آیات میں اوپر سے ازواجؓ مطہرات ہی سے خطاب ہو رہا ہے۔ اور خود اس آیت کے ابتدائی حصہ میں اور نیز اس آیت کے آخر میں بھی انہیں سے خطاب ہے۔ یہ ترتیب بتا رہی ہے کہ "اہل البیت" سے مراد ازواج نبی ﷺ ہیں۔ مخالف اگر ترتیب قرآنی کو حجت نہیں مانتے تو نہ مانیں! ترتیب کیا بلکہ انکے اصول موضوعہ پر اور انکی روایات اور اقوال آئمہ کی رو سے تو خود قرآن ہی حجت نہیں؟ تفصیل کا یہ مقام نہیں۔

(۳) قرآن کریم کی دوسری آیات اسکی مصد[ق] و مؤید ہیں کہ لفظ اہل بیت کا اطلاق ازواج (گھر والیوں) پر ہوا ہے۔ مثلاً سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی بیوی (زوجہ مطہرہ) حضرت سارہ کو فرشتوں نے فرزند کی بشارت دی۔ اور انہوں نے اپنے بانجھ ہونے اور اپنے شوہر کے بوڑھے ہونے کے باعث اس بشارت پر تعجب کیا۔ تو فرشتوں نے انکو جواب دیا وہ جواب قرآن مجید میں بایں الفاظ منقول ہے۔

اتعجبین من امر اللہ رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اہل البیت انہ حمید مجید۔ (پ ۱۲۔ سورہ ہود)

یعنی کیا تم اللہ کی قدرت سے تعجب کرتی ہو اے اہل بیت تم پر اللہ کی رحمت ہے اور اسکی برکتیں ہیں۔ بے شک وہ ستودہ اور بزرگ ہے۔

اس آیت میں مخالفین بھی اعتراف کرتے ہیں کہ اہل بیت سے حضرت سارہؓ ہی مراد ہیں۔ جیسا کہ انکی کتب تفاسیر سے واضح ہے۔

(۴) محاورہ قرآنی میں کسی کا اہل بیت سوا اسکی زوجہ کے کسی کو نہیں کہا گیا۔ اور اگر کسی مقام پر لفظ اہل بیت بغیر کسی کیطرف مضاف کئے ہوئے مستعمل ہوا ہے تو وہاں بھی اس گھر کے رہنے والے ہی مراد ہیں نہ کوئی اور مثلاً

موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں ہے کہ جب وہ پیدا ہوئے انکی والدہ نے فرعون کے خوف سے بحکم خدا (بتعلیم خدا) آپکو صندوق میں بند کر کے دریا کی موجوں کے حوالہ کر دیا اور وہ صندوق فرعون کی بی بی کے ہاتھ لگا۔ اور انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنا فرزند بنا لیا۔ اب انکو دودھ پلانے والی خاتون کی تلاش ہوئی۔ خداوند قدوس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایسا کیا کہ انہوں نے کسی عورت کا دودھ نہ پیا۔ ادھر حضرت موسیٰ کی بہن بھی ایک اجنبی عورت بن کر وہاں پہنچیں اور فرعون کے گھر والوں سے کہا۔

فقالت هل ادلكم على اهل بيت يكفلونه لكم وهم له ناصحون فرددناه الى امه (الایہ پ ۲۰ سورہ قصص)

ترجمہ: حضرت موسیٰ کی بہن نے کہا کہ ہم ایک ایسے اہل بیت کا پتہ بتائیں؟ جو تمہارے لئے اس بچہ کی پرورش کر دیں اور وہ اس بچہ کے خیر خواہ ہونگے۔ اس تدبیر سے ہم نے موسیٰ کو انکی ماں کی طرف واپس کیا۔ اس آیت میں لفظ اہل بیت کسی خاص شخص کی طرف منسوب نہیں تو بھی اس گھر کی رہنے والی حضرت موسیٰ کی والدہ مراد ہیں۔

ایک شبہ اور اسکا ازالہ:

مخالفین کہتے ہیں کہ اگر آیت تطہیر میں لفظ اہل بیت سے مراد ازواج مطہرات ہوتیں تو عنکم اور یطہرکم میں مذکر کی ضمیریں نہ آتیں کیونکہ ازواج مطہرات مؤنثات تھیں۔ لہذا یہ خلاف وضع ہے۔

جواب نمبر ا لفظ اہل بیت مذکر ہے۔ اور مصداق اسکا مؤنث ہے لہذا بہ رعایت لفظ ضمیر مذکر مستعمل ہوئی ہے۔ اور زبان عرب میں اسکے نظائر موجود ہیں کہ جب لفظ کی حیثیت کچھ اور ہو اور معنیٰ کی حیثیت کچھ اور۔ تو اہل زبان ایسے موقع پر کبھی لفظ کی رعایت کرتے ہیں اور کبھی معنیٰ کی مثلاً لفظ "من" باعتبار لفظ کے مفرد ہے اور باعتبار معنیٰ کے جمع۔

كقوله تعالىٰ ومن الناس من يقول آمنا بالله وباليوم الاخر وما هم بمؤمنين۔ (پ۱ سورة البقره)

دیکھئے لفظ **من** کیلئے ایک جگہ بہ رعایت لفظ صیغہ واحد لایا گیا ہے اور دوسری جگہ بہ رعایت معنیٰ **هم** ضمیر جمع لائی گئی ہے۔

جواب نمبر۲: یہ کہ اہل بیت میں خود ذات پاک سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہے کیونکہ اس بیت کے رہنے والے آپؐ بھی تھے۔ پس آپؐ کے داخل ہونے کے سبب سے تغلیباً ضمیر مذکر کی مستعمل ہوئی ہے۔

جواب نمبر۳: اظہار **عظمت** یا اظہار محبت کیلئے کلام عرب میں عورتوں کیلئے بھی ضمیر مذکر لائی جاتی ہے۔ چنانچہ ایک شاعر اپنی محبوبہ سے مخاطب ہو کر کہتا ہے **فان شئت حرمت النساء سواكم**۔ اگر تو چاہے تو تمہارے سوا تمام عورتوں کو میں حرام کردوں۔ شاعر اس مصرع میں **سواکم** ضمیر جمع مذکر اپنی محبوبہ کیلئے لایا ہے۔

تائید مزید: علامہ زمخشری نے اس قاعدہ کو کہ عورت کیلئے مذکر کی ضمیریں کس موقع پر لاتے ہیں۔ واحد کیلئے جمع کی ضمیریں کس مقام پر لاتے ہیں۔ خوب بیان کیا ہے اور اس پر شعرائے جاہلیت کے یہ دو شعر بھی سنداً نقل کئے ہیں۔

فان شئت حرمت النساء سواکم
وان شئت لم اطعم نقاخاولا بردا
فان تنکح انکح وان تتایمی
وان کنت افتی منکم اتیم

ان دو شعروں میں شاعر نے اپنی محبوبہ کیلئے ضمیر کم جو جمع مذکر کیلئے مخصوص ہے۔ استعمال کی ہے۔ قرآن مجید میں بھی بکثرت یہ محاورہ جابجا مستعمل ہے۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں ہے۔ کہ **قال لاھلہ امکثوا الایہ پ ۲۰ سورہ قصص۔**) عورت کیلئے امکثی ہونا چاہیئے تھا۔ **امکثوا** جمع مذکر کیلئے ہے۔ شرح شواہد کشاف مطبوعہ مصر ص ۲۴ میں ہے

ربما خوطبت المراة الواحدة بخطاب الجمع المذكر يقول الرجل عن اهل فعلوا كذا مبالغة فى سترها حتى لاينطق بالضمير الموضوع لهاومنه قوله تعالى حكاية عن موسى عليه السلام قال لاهله امكثوا الايه

بسااوقات ایک عورت جمع مذکر کے صیغہ سے مخاطب بنائی جاتی ہے۔ مثلاً آدمی اپنی بی بی کے متعلق کہتا ہے فعلوا کذا یعنی انہوں نے ایسا کیا اس سے مقصود اسکے پردہ کا بلیغ اہتمام ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ جو ضمیر عورت کیلئے مقرر ہے وہ بھی استعمال نہیں کرتا اور اسی قسم میں اللہ تعالیٰ کا قول حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حکایت میں ہے کہ انہوں نے اپنی بی بی سے امکثوا کہا یعنی ٹھہر جاؤ۔ تو ناقابل تردید دلائل سے ثابت ہوگیا کہ مذکر کی ضمیریں قرآن اور اہل زبان کے محاورہ میں عورتوں بھی کیلئے استعمال ہوتی ہیں۔ اب ایک شبہ اور پیش کیا جاتا ہے کہ اہل سنت کی صحیح ترین حدیث میں جو حدیث کساء کے نام سے مشہور ہے لفظ اہل بیت صرف چار بزرگوں پر بولا گیا ہے یعنی حضرت علی حضرت فاطمہ حضرت حسن۔ حضرت حسین۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ وہ حدیث یہ ہے کہ حضرت ام سلمہؓ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے صحیح مسلم وغیرہ کتب حدیث و تفسیر میں ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لے گئے اور اس وقت آپ ﷺ ایک سیاہ رومی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ حضرت حسنؓ آگئے تو آپ نے انکو اس چادر میں لے لیا اور حضرت حسینؓ آگئے آپ نے انکو بھی اسی طرح چادر میں داخل کر لیا پھر سیدہ فاطمہؓ تشریف لائیں پھر حضرت علیؓ تشریف لائے انکو بھی آپ ﷺ نے چادر میں داخل فرما لیا۔ اور فرمایا:

اللهم هولاء اهل بيتى (رواه ابن جرير)

کہ **اے اللہ یہ میرے** اہل بیت ہیں۔ اور حضرت ام سلمہؓ کی روایت میں آتا ہے کہ اسوقت حضور ﷺ میرے حجرہ میں تشریف رکھتے تھے تو اس وقت آیت تطہیر **انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس الایہ** نازل ہوئی لہذا اہل بیت رسول یہی چار بزرگ ہیں۔ اس مغالطہ اور غلط فہمی کے کئی جوابات ہیں۔

جواب نمبر ۱۔ اول تو یہ محض غلط ہے ہر گز ہمارے یہاں کی صحیح ترین حدیث نہیں ہے اور نہ اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اہل بیت سے ازواج مطہراتؓ مراد نہیں ہیں۔ بلکہ یہی چار بزرگ مراد ہیں۔ اس حدیث میں تو اتنا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے دعا مانگی ہے کہ یا اللہ یہ بھی میرے اہل بیت ہیں لہذا انکو بھی پاک کردے۔ چنانچہ شیعہ مذہب کی معتبر ترین تفسیر البرہان فی تفسیر القرآن۔ میں اس آیت کی تفسیر میں یہی روایت حضرت ام سلمہؓ

سے دس جگہ نقل کی گئی ہے۔ سیدہ ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ(صلی اللہ علیہ وسلم)
وانامن اہل بیتک فجئت لادخل معھم فقال کونی مکانک یاام سلمہؓ انک الی خیر۔انت من ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال جبرائیل اقرایامحمدؐ انما یریداللہ لیذھب عنکم الرجس۔ الخ (البرھان ص ۳۱۲ ج۳)
کہ حضور علیہ السلام نے جب ان چار بزرگوں کو چادر میں داخل فرما کر اللھم ھولاءاھل بیتی فرمایا تو میں نے کہا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے بھی داخل فرمالو کیونکہ میں بھی تمہاری اہل بیت ہوں۔ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تم اپنی جگہ پر رہو تم تو اس سے اچھی حالت میں ہو۔ اور تم تو نبی ﷺ کی ازواج میں سے ہو یعنی تم تو حقیقتاً اہل بیت ہو تمہارے چادر میں داخل کرنے کی اور تمہارے لئے دعا مانگنے کی کیا ضرورت ہے۔ ذرا سمجھنے اور غور کرنے کی بات ہے کہ اگر یہ چار (سیدنا علی اور سیدہ فاطمہ۔ سیدنا حسن۔ سیدنا حسین) رضوان اللہ تعالیٰ علیہم لفظ اہل بیت سے مراد ہوتے تو آنحضرت ﷺ دعا کیونکر مانگتے۔ کیا اللہ تعالیٰ کو معلوم نہ تھا کہ اہل بیت نبی کون لوگ ہیں۔ حضور ﷺ نے بتلایا کہ یہ لوگ میرے اہل بیت ہیں بشرط انصاف ذرا دیکھئے کہ یہ حدیث خود بتا رہی ہے کہ یہ چاروں بزرگ اہل بیت نبی ﷺ میں داخل نہ تھے آنحضرت ﷺ نے انکو داخل فرمایا۔ البرھان ہی میں ہے کہ آیت تطہیر کے نزول کے وقت جب آنحضرت ﷺ نے ان چار بزرگوں کو چادر میں داخل کر کے انکے اہل بیت میں داخل ہونیکی دعا مانگی تو حضرت زینب نے عرض کیا:

فقالت زینب یارسول اللہ(صلی اللہ علیہ وسلم)الاادخل معکم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ مکانک فانک الی خیر انشا اللہ تعالیٰ الخ (ص ۳۲۳ ج ۳)
حضرت زینبؓ نے عرض کیا کہ مجھے بھی داخل فرمائیں تو ارشاد فرمایا تم تو اس سے افضل اور بہتر ہو لہذا تمہارے کساء (چادر) میں داخل کرنیکی ضرورت نہیں ہے۔

اسی وجہ سے علمائے محققین کہتے ہیں کہ حقیقتاً اہل بیت ازواج مطہرات ہیں اور حکماً یہ حضرات بھی ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس وقت آیت تطہیر نازل ہوئی اس وقت یہ چاروں بزرگ اہل بیت نہ تھے۔

جواب نمبر۲۔ فریقین کی روایات میں صرف انہیں چار بزرگوں کیلئے نہیں بلکہ انکے علاوہ کیلئے بھی لفظ اہل بیت بولا گیا مثلاً حضرت عباس اور انکے فرزندوں کیلئے بھی اس قسم کی دعا اہل سنت کی روایات میں منقول ہے۔ اور اہل تشیع کی روایات میں حضرت سلمان فارسی کیلئے لفظ اہل بیت مستعمل ہوا ہے۔ چنانچہ شیعہ مذہب کی اصل اصول اور بنیادی کتاب اصول کافی ص ۲۵۴ میں ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا"

وانما صار سلمان من العلماء لانہ امرء منا اہل البیت فلذلک نسبتہ الی العلماءالخ ۔
ترجمہ. بیشک سلمانؓ علماء میں سے ہیں ان کا شمار علماء میں اس سبب سے ہوا ہے کہ وہ ہم میں سے یعنی اہل بیت میں سے ایک شخص ہیں اس لئے میں نے انکو علماء کیطرف منسوب کیا ہے۔ نیز شیعہ مذہب کی معتبر ترین تفسیر البرھان ص ۳۱۲ ج ۳ میں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا چار حضرات کو اپنی چادر میں داخل کر کے دعا مانگی اللھم ھولاءاھل بیتی " تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا:

وقال جبرئیل انامنکم یا محمد فکان ساد سنا جبرائیل۔

کہ چھٹے ہم میں سے جبرائیل علیہ السلام ہیں اور اسی تفسیر برھان کے ص ۳۲۱ ج ۳ پر ہے کہ حضرت واثلہ بن الاسقع کو آپ ﷺ نے فرمایا وانت من اھلی "کہ تو میرے اھل میں سے ہے۔ اور اس تفسیر کے ص ۳۲۴ ج ۳۔ پر ہے کہ زید بن ارقم فرماتے ہیں کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان پانی کے ایک تالاب (حوض) حضورؐ نے خطبہ ارشاد فرمایا سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور تعریف فرمائی پھر فرمایا اما بعد اے لوگو! میں ایک آدمی ہی ہوں جیسے تم قریب ہے کہ مرے رب کا رسول (فرشتہ) مرے پاس آئے اور میں اسکی بات قبول کر لوں۔ تو میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کے جا رہا ہوں۔ اور وہ دونوں بہت بھاری وزنی چیزیں ہیں۔ پہلی چیز تو اللہ کی کتاب ہے اسمیں ھدایت اور نور ہے۔ فلہذا اسکو مضبوطی سے پکڑے رہو۔ آپ ﷺ نے تمسک بکتاب اللہ پر بہت ترغیب دی پھر فرمایا (دوسری چیز) میرے اہل بیت ہیں میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں خدا کا خوف دلاتا ہوں یہ کلمہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار ارشاد فرمایا۔ حضرت حصینؓ فرماتے ہیں میں نے زید بنؓ ارقم سے پوچھا کہ حضور ﷺ کے اہل بیت کون لوگ ہیں؟ کیا آپ کی ازواج مطہراتؓ آپ کے اہل بیت نہیں ہیں؟ فرمایا:

قال نساؤہ من اہل بیتہ الخ

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات بھی حضور ﷺ کے اہل بیت ہیں۔

اہل سنت والجماعت کا بھی یہی مذہب ہے کہ اہل بیت رسول حقیقتاً ازواج مطہراتؓ ہیں۔ اور حضرت علی حضرت فاطمہ حضرت حسن۔ حضرت حسین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور حضرت عباس اور انکی اولاد اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہم بہ دعائے رسول ﷺ اس فضیلت میں شامل کئے گئے ہیں۔

اور ازواج مطہرات رضوان اللہ تعالیٰ علیھن کیلئے قرآن کریم گواہی دے رہا ہے کہ وہ دنیا کی زندگی اور اسکے زیب و زینت کی طالب نہ تھیں۔ بلکہ اللہ و رسول ﷺ اور آخرت کی طالب تھیں۔ وہ تمام ایمان والوں کی مائیں ہیں۔ ان سے ابدی طور پر بعد رسول کے کوئی نکاح نہیں کر سکتا۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خدا نے یہ اختیار سلب کر لیا۔ کہ وہ اپنی ازواج مطہرات کو طلاق دیں۔ جیسا کہ سورۃ الاحزاب میں ہے۔

لایحل لک النساء من بعد ولا ان تبدل بھن من ازواج ولواعجبک حسنھن الا ما ملکت یمینک۔ وکان اللہ علی کل شئ رقیبا۔ (پ ۲۲ رکوع ۔ ۳ آیت نمبر ۵۲)

ترجمہ۔ اسکے بعد آپ کے لئے عورتیں حلال نہیں اور نہ یہ کہ آپ ان کی جگہ اور عورتیں تبدیل کریں اگرچہ آپ کو ان کا حسن پسند آئے مگر جو آپ کی مملوکہ ہوں اور اللہ ہر ایک چیز پر نگران ہے۔"

لہذا ازواجؓ مطہرات کا اہل بیت رسول ہونا متیقن ہے۔ حضرت سعید بن جبیرؓ نے حضرت ابن عباسؓ سے بھی یہی روایت کیا ہے کہ انہوں نے آیت ھذا میں اہل بیت سے مراد ازواجؓ مطہرات کو قرار دیا ہے اور استدلال میں اگلی آیت پیش فرمائی (رواہ ابن ابی حاتم و ابن جریر) حضرت عکرمہؓ اور حضرت مقاتلؒ تابعین نے یہی فرمایا ہے۔

واذکرن مایتلی فی بیوتکن الایہ

اور سابقہ آیات میں

ینساء النبی لستن کاحد من النساء الایہ

کے الفاظ سے خطاب بھی اسکا قرینہ ہے۔ چنانچہ منافقین نے جب سیدہ طاہرہ پر تہمت لگائی تو حضور ﷺ نے فرمایا:
ما علمت علی اھلی الا خیرا۔" بخاری۔
یعنی میں اپنے گھر والوں پر بھلائی ہی جانتا ہوں۔" کوئی آیت یا کوئی حدیث ایسی نہیں ملتی جس میں فرمایا گیا ہو کہ صرف اولاد اہل بیت ہیں۔ اور بیویاں اہل بیت نہیں۔ یہ صرف خیال ہے جسکی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عکرمہ تو بازار میں منادی کرتے تھے کہ آیت تطہیر میں اہل بیت سے مراد ازواج مطہرات ہیں کیونکہ یہ آیت انہی کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور فرماتے تھے کہ میں اس پر مباہلہ کرنے کیلئے تیار ہوں۔ معارف سورۃ الاحزاب ص ۱۴۰ ج ۷ حاصل بحث یہ ہے کہ ازواج مطہرات ہی حقیقتاً اہل بیت ہیں اور انہیں کا راستہ ہی طریق نجات ہے۔ اب ذرا انصاف سے فرمایئے گا اہل بیت والے سنی ہیں یا شیعہ؟ نجات یافتہ گروہ اہل سنت کا گروہ ہے یا اہل تشیع کا؟

اس پاک گروہ کے متعلق فرمایا میرے اہل بیت کشتی نوح کی طرح ہیں جو اس پر سوار ہو گیا نجات پا گیا جو الگ رہا وہ ڈوب گیا (حاکم عن ابی ذر رضی اللہ عنہ)

نیز فرمایا" اس پر خدا کا غضب ہو جو میرے اہل بیت (ازواج مطہرات) کو ستا کر مجھے دکھ پہنچائے۔ دیلمی عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ)

سوال نمبر ۵ تا ۶ — پانچویں سوال کا خلاصہ یہ کہ تمہارے عقیدے کے مطابق جب صحابہ کرام غیر معصوم پارسا ہیں تو پھر ان پر جرح و تنقید کیوں نہیں ہو سکتی؟ اگر ایسا ہی ہے تو پھر ایسے مذہب و عقیدہ کے قبول کرنے کا کیا فائدہ جو انسان کی آزادی رائے و تنقید و جرح کو سلب کرے۔ جبکہ دین کا بنیادی مشن بھی یہ ہے کہ وہ حق و باطل میں فرق نمایاں کرے جھوٹ اور سچ میں فرق کرے اور سنی مذہب میں تنقید کے حق پر پابندی ہے۔ اسکا جواب درج ذیل ہے۔

جواب: اسلام میں صحابیت سب سے بڑا درجہ ہے پیغمبر ﷺ کے بعد صحابی ہی اعلیٰ مرتبے والے ہیں۔ تمام دنیا کے اولیاء اقطاب، ابدال، غوث سب کے سب ملکر ایک ادنی صحابی کی گرد راہ کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور انکی گرد راہ کو نہیں پہنچ سکتے۔ کیونکہ انہوں نے ایمان کی حالت میں پیغمبر کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے۔ اور وہ صحبت یافتہ جناب مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء ہیں۔ اور تمام صحابہ کرام دین کے بارے میں عادل وثقہ ہیں۔ سارے صحابہ متقی ہیں۔ پرہیز گار اور پارسا ہیں ان میں سے کوئی بھی فاسق و فاجر نہیں۔ پہلے تو ان سے گناہ سرزد ہوتے ہی نہیں اور اگر سرزد ہو جائے تو رب تعالیٰ انہیں توبہ کی توفیق عطا فرماتا ہے تو صحابیت اور فسق جمع نہیں ہو سکتے جیسے اندھیرا اور اجالا جمع نہیں ہو سکتے۔ جس طرح سارے نبی گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں ویسے ہی تمام صحابہ فسق سے مامون و محفوظ ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم نے ان سب کے عادل متقی پرہیز گار ہونے کی گواہی دی اور ان سے مغفرت و جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔